Harald Motzki and *Ḥadīth*: A Review

Bilal Ahmed ❁

ABSTRACT

Western *ḥadīth* studies have witnessed important developments in recent years with an increased interest in both its text and its textual vehicle, generally known as *matn* and *isnād* respectively. Earlier, a scholar would focus on one of these two parts of *ḥadīth* and try to ascertain the history of these texts, while considering the other less important, sometimes even redundant. Harald Motzki (1948-2019), a contemporary *ḥadīth* scholar, is probably the scholar who led the way to a study of *ḥadīth* through his *isnād*-cum-*matn* analysis method. His approach to the *ḥadīth* found a following in contemporary Western *ḥadīth* studies while he was alive. Many academics respect him for his direct approach to the primary Islamic source texts, since before him over theorization shrouded *ḥadīth* studies in the West, rendering them generally unacceptable

❁ Assistant Professor/Head Department of Comparative Religion, Faculty of Islamic Studies (Usuluddin), International Islamic University, Islamabad. (bilal.ahmad@iiu.edu.pk)

to Muslims at large. This paper, though an introductory review of this important *ḥadīth* scholar, is expected to provide the readers with a basic framework for further ventures into his method.

ہارالڈ موٹزکی (Harald Motzki) اور حدیث: ایک جائزہ

بلال احمد*

حضرت محمد ﷺ سے منقول روایات، جنھیں اسلامی روایت میں عموماً 'حدیث' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، کے بارے میں آج نہ صرف مسلم دنیا میں بہت کچھ لکھا جارہا ہے، بلکہ یہ مغرب کے علمی ورثے کا بھی بہت اہم حصہ بن چکی ہیں۔

مغرب میں آج کل 'حدیث' کے لیے 'روایات' یا Traditions کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے اور اس کے تحت احادیث، تفسیری روایات اور روایات سیرت شامل کی جاتی ہیں۔ بیسویں صدی کے نصف ثانی میں مغربی مطالعات حدیث اس وقت ایک اہم موڑ پر آ کھڑی ہوئیں، جب یوزف شاخت کی [۱] *Origins* میں تمام تر قانونی یا فقہی اور تاریخی 'روایات' کو من گھڑت قرار دے دیا گیا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی اس قسم کی اکثر روایات کو مغرب میں من گھڑت ہی سمجھا جاتا تھا، مگر شاخت نے واضح الفاظ میں ان دونوں اقسام کی تمام تر روایات کو بعد کی تخلیق گردان لیا۔[۲] اس دعوے کے پیچھے کارفرما بنیادی نظریہ شاخت کے نظریۂ 'دلیل سکوت' پر مبنی تھا۔ شاخت کے نزدیک ابتدائی فقہا [۳] کی فقہی گفت گو اور بحثوں میں فقہی روایات اپنے محل پر نظر نہیں آتیں، لہٰذا اس کے نزدیک یہ اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور انھیں بعد میں آنے والے فقہا نے اپنے اپنے مذہب فقہی کو تقویت دینے کے لیے گھڑا۔[۴] مغرب میں اس کی اس رائے کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا، مگر شاخت کی زندگی ہی میں اس

---

* اسسٹنٹ پروفیسر / صدر شعبہ تقابل ادیان، کلیہ اسلامک اسٹڈیز (اصول الدین)، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔ (bilal.ahmad@iiu.edu.pk)

1– Joseph Schacht, *The Origins of Muhammadan Jurisprudence* (Oxford: Oxford University Press, 1979).

2– Schacht, "A Revaluation of Islamic Traditions," *Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain and Ireland*, no. 2 (1949): 151, http://www.jstor.org/stable/25222333, (accessed: 06/08/2011).

۳– ان ابتدائی فقہا میں شاخت کے نزدیک عموماً امام شافعی سے پہلے کے فقہا شامل ہیں۔

4– Schacht, *Origins*, 240.

کے ان انتہائی نظریات پر پہلی علمی تنقید سامنے آگئی۔ یہ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاریؒ کی جانب سے تھی۔[۵] اس کے باوجود شاخت کے 'روایات' کے بارے میں نظریات کی مکمل یا عمومی تائید کا رجحان مغربی علمی دنیا میں عام ہو گیا۔ اس رجحان کی طرف مائل لوگوں میں کاؤلسن،[۶] کرون،[۷] جوئن بال[۸] وغیرہ کو شامل کیا جاتا ہے، اگرچہ یہ مکمل طور پر شاخت سے متفق نہ بھی ہوں۔ اسی طرح مختلف درجوں میں اعظمی،[۹] سزگین،[۱۰] ایبٹ[۱۱] اور دیگر کے نام شاخت کے مخالف رجحان کے نمائندوں کے طور پر لیے جاتے ہیں۔

ہارالڈ موٹزکی اور اس کے بعض ہم عصر اسکالروں کے نام ان دونوں رجحانوں کے درمیان گنے جاتے ہیں۔[۱۲] یہ درمیانہ رجحان مغربی علمی دنیا میں آج شاید سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اس میں برگ[۱۳] اور شیولر[۱۴]

5- Zafar Ishaq Ansari, "The Early Development of Islamic Fiqh in Kūfah with Special Reference to the Works of Abu Yūsuf and Shaybāni,"(PhD thesis, McGill, 1966), 235-237.

6- N.J. Coulson, *A History of Islamic Law* (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1964), 64-65.

7- Michael Cook and Patricia Crone, *Hagarism* (Cambridge: Cambridge University Press, 1977), 152.

8- G.H.A. Juynboll, *Muslim Tradition* (Cambridge: Cambridge University Press, 1985)

9- M. Mustafa al-Azmi, *On Schacht's Origins of Muhammadan Jurisprudence* (Riyadh: King Saud University, 1985).

10- Fuat Sezgin, *Geschichte des arabischen Schrifttums* (Leiden: E.J. Brill, 1967), 1: 53-233.

11- Nabia Abbott, *Studies in Arabic Literary Papyri II- Qur'ānic Commentary and Tradition* (Chicago: Chicago University Press, 1967), 2.

12- Bilal Ahmad, "Textual Criticism: A Comparative Study between the Methods of Joseph Schacht and Harald Motzki in the Study of *Ḥadīth*," (PhD Thesis, IIUI, 2016), 37.

13- Herbert Berg, "Competing Paradigms in the Study of Islamic Origins: Qur'*ā*n 15: 89-91 and the Value of *Isnāds*," in *Method and Theory in the Study of Islamic Origins* ed. Herbert Berg, *Islamic History and Civilization* (Leiden: Brill, 2003), 262-280; Berg, "Review: Harald Motzki, The Origins of Islamic Jurisprudence: Meccan Fiqh before the Classical Schools, trans. Marion H. Katz, Islamic History and Civilization: Studies and Texts (Leiden: E. J. Brill, 2002)", *International Journal of Middle East Studies*, 36:2 (2004): 288-289, http://www.jstor.org/stable/3880042 accessed: 18/08/2011.

14- Gregor Schoeler, "The Constitution of the Koran as a Codified Work: Paradigm for Codifying Hadīth and the Islamic Sciences?" *Oral Tradition* 25,

جیسے نام لیے جا سکتے ہیں، مگر جس طرح کاؤلسن شاخت سے مکمل اتفاق نہیں کرتا، اسی طرح موٹزکی بھی اپنی حالیہ تحریروں میں سوائے چند ایک باتوں کے اس سے اختلاف کرتا نظر نہیں آتا۔(۱۵) باقی مذکورہ علما اپنے اپنے مذکورہ رجحان کے زیادہ قریب ہیں۔

رجحانات کی مذکورہ بالا تقسیم کے علاوہ، جس کی بنیاد روایات کی صحت یا عدم صحت ہے، ایک اور تقسیم بھی یہاں بیان کرنا مناسب ہے، وہ یہ ہے کہ 'روایات' کو آج مغرب میں تین طرح دیکھا جاتا ہے: متن کے ذریعے جیسا کہ یوزف شاخت نے کیا، ثانیاً سند کے ذریعے جیسے کہ جوئن بال نے کیا اور پھر کچھ ایسے بھی لوگ ہیں، جنھوں نے انھیں سنداً و متناً دیکھا۔ آخر الذکر گروہ میں آج ہارالڈ موٹزکی سر فہرست نام ہے۔ آج کل مغربی مطالعات حدیث میں آخر الذکر رجحان کافی مقبول ہوتا دکھائی دیتا ہے۔(۱۶) موٹزکی اور اس کے منہج پر اگرچہ مغربی زبانوں میں کام تو ہو رہا ہے جو ابھی تک عموماً بنیادی نوعیت کا ہے۔ سوائے مقالہ ہذا کے مؤلف کے پی ایچ ڈی کے مقالے اور کچھ دیگر مقالہ جات کے،(۱۷) مگر پھر بھی اردو میں اس پر کوئی علمی کاوش مولف کی نظر سے نہیں گزری۔ اردو زبان استشراق جدید کے تازہ مطالعات کے حوالے سے عموماً پر ثروت نہیں ہے، اسی مناسبت سے ہارالڈ موٹزکی کے حدیث و روایات سے متعلق افکار کا تعارفی جائزہ مندرجہ ذیل سطور میں پیش کیا جائے گا، مگر اس سے پہلے اس کا مختصر علمی تعارف ہمیں اس کے مطالعہ حدیث سے تعلق کو بہتر سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

ہارالڈ موٹزکی کا حدیث سے علمی تعلق: ایک تعارف

ہارالڈ موٹزکی ۱۹۴۸ء میں برلن، جرمنی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پی ایچ ڈی تک جرمنی ہی میں تعلیم

---

no. 1 (2010): 201-203, 206-207.

15- Andreas Görke, Harald Motzki, Gregor Schoeler, "First Century Sources for the Life of Muḥammad: A Debate" *Der Islam* 89:1 (2012): 2-59.

16- Motzki, "Dating Muslim Traditions: A Survey,"in *The Ḥadīth*, ed. Mustafa Shah, (Oxon: Routledge, 2011), 2: 55.

17- Bilal Ahmad, "Textual Criticism: A Comparative Study between the Methods of Joseph Schacht and Harald Motzki in the Study of *Ḥadīth*"; Jonathan Brown, *Hadith* (Oxford: One World, 2010); Bilal Ahmad, "Review: Jonathan Brown, *Hadith* (Oxford: One World, 2010)," *Islamic Studies* 52:3-4 (2013): 403-407; Stephen J. Shoemaker, "In Search of 'Urwa's *Sira*: Some Methodological Issues in the Quest for'Authenticity' in the Life of Muhammad," *Der Islam* 85:2 (2011), 257-344.

حاصل کی اور اس دوران میں ادیان کے موضوع پر علمی کاوشیں پیش کیں۔[۱۸] ۱۹۸۹ء میں پوسٹ ڈاکٹریٹ کا مقالہ ان کا اسلام پر پہلا نمایاں کام ہے۔ اس کا عنوان *Die Anfange der Islamischen Jurisprudenz* ہے اور یہ جرمن زبان میں قلم بند کیا گیا تھا۔ ۲۰۰۲ء میں اس کا انگریزی ترجمہ بعنوان*Origins of Islamic Jurisprudence* شائع ہوا۔[۱۹] اس تالیف میں اگرچہ محور تو فقہ اسلامی کی مکہ میں ابتداء اور ارتقا ہی تھا، مگر چوں کہ فقہی احادیث کا اس موضوع سے گہرا تعلق ہے، لہٰذا اس میں ان کا بھی تفصیلی ذکر آیا۔ جہاں شاخت کو یہ خیال گزرا تھا کہ احادیث کے خالق فقہاہیں موٹزکی نے اس نظریے کو رد کیا اور پہلی صدی ہجری کے بعض فقہاے مکہ کے حدیث سے اخذ کو ثابت کیا۔ ان میں قابل ذکر عمرو ابن دینار، عطاء ابن ابی رباح اور ثانی الذکر کے تلمیذ ابن جریج ہیں۔[۲۰] اس کے ساتھ اسی زمان و مکان میں حدیث کے وجود کا بھی موٹزکی نے اثبات کیا۔ یہ رائے شاخت کی راے سے بالکل مختلف نظر آتی ہے۔ نوے کی دہائی میں ہمیں موٹزکی کی حدیث کے بارے میں کچھ تالیفات ملتی ہیں جو اس کے آخر الذکر نظریات کی تائید میں ہیں۔[۲۱]

گذشتہ تقریباً سولہ سالوں میں موٹزکی کے 'روایات' کی تاریخ متعین کرنے کے اسالیب اور مناہج کے بارے میں دو بہت اہم مقالات شائع ہوئے ہیں۔ ان میں وہ جدید دور میں 'روایات' کی تاریخ متعین کرنے کے بارے میں تین مناہج کا ذکر کرتا ہے جو متن سے ان کی تاریخ متعین کرنے، سند سے تاریخ متعین

۱۸- اس کا مصدر مؤلف کے ساتھ موٹزکی کا وہ ای میل (۲۱/دسمبر، ۲۰۱۲ء) ہے جس میں آخر الذکر نے اپنی زندگی کا خاکا بھیجا تھا۔

19- Harald Motzki, *The Origins of Islamic Jurisprudence: Meccan Fiqh before the Classical Schools* (Leiden: Brill, 2002).

۲۰- نفس مصدر، ۲۷۷- ۲۸۴۔

21- Harald Motzki, "Der Fiqh Des Zuhrī: Dei Quellenproblematik," in *Der Islam* 68:1 (1991): 1-44; Harald Motzki, "The Muṣannaf of ʿAbd al-Razzāq al-Sanʿānī as a Source of Authentic Aḥādīth of the First Century A. H." *Journal of Near Eastern Studies* 50:1 (1991): 1-21 accessed: http://www.jstor.org/stable/545412, on 22/02/2011; Harald Motzki, "*Quo vadis, Ḥadīt*-Forschung? Eine kristische Untersuchung von G.H.A. Juynboll: 'Nāfiʿ' the *mawla* of Ibn 'Umar, and his position in Muslim *Ḥadīth* literature'," *Der Islam* 73:1 (1996): 40-80; *The Encyclopedia of Islam,* ed. C.E. Bosworth, new edition, (Leiden: Brill), 1995, s.v. " 'Abd al-Razzāk al-Ṣanʿānī".

کرنے اور بیک وقت دونوں سے تاریخ متعین کرنے کے مناہج ہیں اور موٹزکی آخر الذکر کو پہلے دونوں مناہج پر ترجیح دیتا ہے۔(۲۲) یہاں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ اس منہج کا پہلی مرتبہ ذکر ۱۹۹۶ میں شائع شدہ مقالے میں کیا گیا تھا۔(۲۳)

اسی آخر الذکر منہج کی عملی صورت موٹزکی کی گذشتہ چند سالوں کی تالیفات کا طرۂ امتیاز ہے۔ نہ صرف موٹزکی بلکہ اس کے کچھ ساتھی اور طالب علم جو خود بھی اساتذہ ہیں، اس منہج کے قائل نظر آتے ہیں۔(۲۴) ان کے علاوہ بھی بعض لوگ موٹزکی اور اس کے منہج کے بارے میں مثبت رائے رکھتے ہیں۔(۲۵) آنے والی سطور میں اس منہج کا تعارفی جائزہ پیش کیا جائے گا، مگر یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ منہج ابھی ارتقا کے مراحل سے گزر رہا ہے اور اس میں مزید بہتری اور تبدیلی آنے کے امکانات پورے طور پر موجود ہیں۔

موٹزکی کے نزدیک اسناد و متن کی تحلیل کے اصول

ہارالڈ موٹزکی کے نزدیک 'روایات' کی تاریخ (Dating) کے لیے ان کی سند اور متن دونوں کو سامنے رکھ کر تحقیق کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ دونوں مل کر 'روایات' کہلاتی ہیں۔ اس کے نزدیک اصولی طور پر یہ فرض کرنا کہ ان میں سے کوئی ایک من گھڑت ہے صحیح علمی رویہ نہیں ہے، اور روایات کو علمی انداز سے پرکھنا ہی ان کی صحیح تاریخ کی روح ہے۔ موٹزکی کے نزدیک روایات کو پہلے سے متعین کردہ نظریات کی روشنی میں پرکھنا، جیسا کے شاخت نے کیا، نامناسب علمی رویہ ہے۔(۲۶) اس نکتے پر موٹزکی شاخت کے منہج سے بالکل متفق نظر نہیں آتا اور شاخت کے ناقدین میں شمار کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، شاخت کی تاریخ روایات کچھ بنیادی نظریات پر مبنی تھی اور وہ روایات کو

22- Harald Motzki, "Theme Issue: Methods of Dating Early Legal Traditions", *Islamic Law and Society*, 19: 1-2 (2012): 1-10; Harald Motzki, "Dating Muslim Traditions: A Survey," *Arabica* 52:2 (2005): 204-253.

23- Motzki.,"Quo vadis Ḥadīt-Forschung?

24- Görke, Schoeler, Motzki, "First Century Sources for the Life of Muḥammad" Sean W. Anthony, "Crime and Punishment in Early Medina: The Origins of a *Maghāzī* Tradition" in *Analysing Muslim Traditions: Studies in Legal, Exegetical and Maghāzī Ḥadīth,* eds. Harald Motzki, Nicolet Boekhoff-van der Voort, and Sean W. Anthony, (Leiden: Brill 2010), 385-466.

25- Brown, *Hadith*, 226; Bilal Ahmad, "Review: Jonathan Brown, *Hadith*".

26- Motzki, *The Origins,* 18-49.

ان نظریات کے تناظر میں دیکھتا تھا۔ ان میں بنیادی نظریہ یہ تھا کہ فقہانے اپنے اپنے مذاہب فقہیہ کو تقویت دینے کے لیے متون واسناد گھڑیں۔ اس کے برعکس موٹزکی روایات کو روایات کے طور پر دیکھنے کا پرچار کرتا ہے اور یہ اس کے حدیث کو پرکھنے کا اہم اصول ہے۔ اصولی طور پر موٹزکی کی یہ آرا اگرچہ اس کی موضوعیت پر دلالت کرتی ہیں مگر اس کی حالیہ تحریروں میں عملاً ایسا نہیں ہے۔ موٹزکی کا یہ اصول کہ روایات کی تاریخ کے تعین کے لیے سند اور متن کا استعمال اکٹھا کرنا اگرچہ درست ہے اور روایات کی تاریخ پر شاخت کی طرح پہلے سے کچھ نظریات چسپاں کر دینا درست نہیں، وہاں وہ خود ہی دوران تاریخ کچھ ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو اس کی اس تاریخ پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ اس کی اہم مثالوں کا ذکر آنے والی سطور میں کیا جائے گا۔

شاخت کے علاوہ وہ جوئن بال سے بھی اس کے سند کی جانچ کے منہج سے بھی اختلاف کرتا نظر آتا ہے جس کے نزدیک سند کا وہ حصہ جو مدار سند سے پہلے کا ہے وہ گھڑا ہوا ہے۔ موٹزکی کے نزدیک یہ فرض کرنا نامناسب ہے۔[۲۷]

اس کا ذکر بھی ذیل میں کیا جائے گا۔

موٹزکی کی تحلیل سند ومتن کی عملی صورت

عملاً موٹزکی سنداً ومتناً ایک ہی روایت جہاں جہاں وارد ہوئی ہو اپنے فروق کے ساتھ انھیں اکٹھا کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ متن وسند کی تحلیل کر کے ان کے نتائج کو یکجا کر دیتا ہے۔ موٹزکی کے کچھ نئے مقالات جیسے کہ زکوۃ فطر اور یہودی سردار ابن ابی الحقیق کے قتل کے واقعہ پر روایات کا تجزیہ اور تعین تاریخ، موٹزکی کے اسی منہج کی تطبیق کی اہم مثالیں ہیں۔[۲۸] اب مغرب میں یہ منہج جسے موٹزکی اور مذکورہ بالا اسکالر *isnād cum matn analysis* کا نام دیتے ہیں روایات کو پرکھنے کا اولین منہج بنتا جا رہا ہے۔

موٹزکی اور سند حدیث کی تحلیل

27- Motzki, *Origins*, 24-25.

28- Harald Motzki, "The Murder of Ibn Abīl-Huqayq: On the Origin and Reliability of some Maghāzī-Reports," in *The Biography of Muhammad: The Issue of the Sources,* ed. Harald Motzki, (Leiden: Brill. 2000), 170-239; Motzki, *Analysing*, 90-121.

موٹزکی کے نزدیک سند حدیث تاریخی ہیں نہ کہ ادبی تخلیقات، اگرچہ یہ مکمل طور پر اصلی بھی نہیں ہیں۔ سند کے فروق کو موٹزکی جوئن بال کے طریقے کے مطابق تصویری شکل میں ڈھال دیتا ہے۔ یہ نقشے مختلف طرق روایت کو واضح انداز میں سامنے رکھ دیتے ہیں۔[29] جس راوی سے سند ایک سے زیادہ طرق میں تقسیم ہوتی ہے، اسے مدار یا موٹزکی کی اصطلاح میں Common Link کہا جاتا ہے۔ یہی اصطلاح اس سے پہلے شاخت اور جوئن بال بھی استعمال کرتے رہے ہیں۔[30] آخر الذکر دونوں اصحاب کے نزدیک یہ Common Link یا کوئی اور جو اس کا نام استعمال کر رہا تھا وہی اس سند کا خالق تھا۔ موٹزکی اس قاعدے سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی کتاب *Origins* میں یہ کہتا ہے کہ Common Link خالق سند نہیں، بلکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے اس روایت کو رسمی انداز میں لوگوں تک پہنچایا۔[31] البتہ اپنی حالیہ تالیفات میں موٹزکی سند کی تحلیل میں Common Link سے پہلے والے حصے کو کمزور اور ناقابل اعتبار کہتا ہے۔ اس کی وجہ اس کے نزدیک یہ ہے کہ سند اس حصے میں فردی ہے اور یہ اس کی مجوزہ تحلیل سند کے لیے ناکافی مواد فراہم کرتی ہے، کیوں کہ آخر الذکر کی اساس ہی مختلف طرق اور ان کا موازنہ ہے۔

لہٰذا اس سے پہلے کہ موٹزکی کی تحلیل سند کو سمجھا جاسکے، جوئن بال کے اس منہج کی بابت تفصیل سے جاننا لازم ہے۔ جوئن بال کے نقشہ ہائے اسناد ان لوگوں کے ناموں سے شروع ہونے والے راستوں کی نشان دہی ہے جو عموماً صحابہؓ یا رسول اکرم ﷺ تک جاتے ہیں۔ ایک روایت جتنے راستوں سے گزری وہ راستے آپس میں آملتے ہیں اور ایک پھر عموماً ایک راستہ بن کر اپنے مصدر تک جا پہنچتے ہیں۔ جوئن بال اور موٹزکی کے یہ اسنادی نقشے درختوں کی مانند دکھائی دیتے ہیں جو نیچے سے فردی تنے کی طرح اور اوپر شاخوں میں بٹتے ہیں۔ بعض شاخیں سادہ ہیں اور بعض مزید چھوٹی شاخوں میں بٹتی ہیں۔ یوں یہ نقشے کسی بھی حدیث کے کئی طرق کو یک جا کر کے پیش کر دیتے ہیں۔

29- Motzki, “The Murder of Ibn Abīl-Huqayq”, 237-239; G. H. A. Juynboll, “Some *Isnād*- Analytical Methods Illustrated on the Basis of Several Woman-Demeaning Sayings from *Ḥadīth* Literature”, *Al-Qantara*, 10:2 (1989): 345-384.

30- Motzki, “First Century Sources,” 43-45.

31- Motzki, *Origins,* 25.

(RE)APPRAISAL OF SOME TECHNICAL TERMS IN *ḤADĪTH* SCIENCE 305

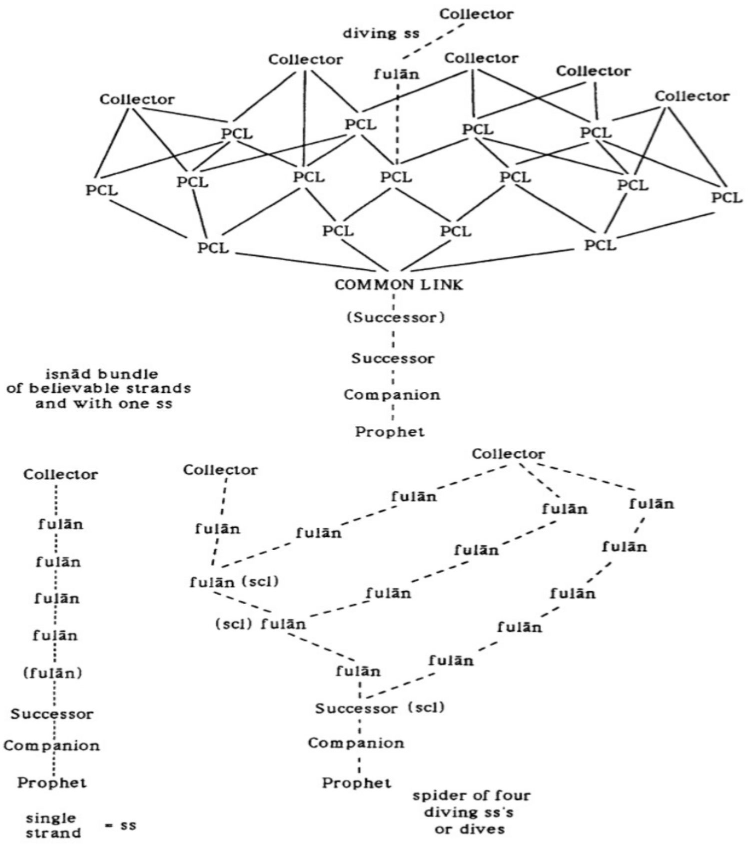

Diagram 1

اگر ایک آدھ شاخ اس مدار سے نیچے آجائے تو جوئن بال کے نزدیک یہ Dive یا غوطہ ہے اور وہ بھی مدار یا کسی اور کی تخلیق ہے؟ لہٰذا وہ یہ مانتا ہے کہ سند کا خالق اس کا مدار ہے یا کوئی اور جو اس کا نام استعمال کرتا ہے اور اس سے نیچے تابعین، صحابہؓ، یا نبی اکرم ﷺ تک کے اسماء گرامی اسی شخص کی ادبی تخلیق ہیں۔ جوئن بال غوطوں کو بھی حدیث کی ترسیل کا اصلی حصہ ماننے کو تیار نظر نہیں آتا اور انھیں بھی بعد کی تخلیق کہتا ہے۔(۳۲)

32- G. H. A. Juynboll, "(Re)Appraisal of Some Technical Terms in Ḥadīth Science," *Islamic Law and Society*, 8:3 (2001): 303-349, http://www.jstor.org/stable/3399448, accessed: 27/08/2011.

اس کا یہ نظریہ شاخت کے اس نظریے کی توسیع ہے جس میں وہ سند کو Common Link کی تخلیق کہتا ہے۔ موٹزکی بھی جوئن بال کی نقشہ کشی کو آگے بڑھاتے ہوئے اسی انداز میں اسناد کی نقشہ کشی کرتا ہے۔ اصولی طور پر موٹزکی یہ کہتا ہے کہ Common Link غالباً وہ پہلا آدمی تھا جس نے اس روایت کو بڑے پیمانے پر لوگوں تک پہنچایا لہذا اسناد اس کے بعد شاخوں میں بٹتی ہیں۔ یہاں وہ شاخت اور جوئن بال سے اختلاف کرتا نظر آتا ہے جن کے نزدیک Common Link روایت کا موجد ہے۔ موٹزکی کے نزدیک اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اسناد اصلی ہیں یا جعلی، بلکہ اس کے نزدیک اس بات کا فیصلہ اسناد اور متن کو ساتھ رکھ کر ہی لکھنے کے بعد کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، موٹزکی اگرچہ سند کے مدار کو اس کا خالق جاننے کے شاخت کے نظریے کو صحیح نہیں مانتا، مگر اپنی حالیہ تالیفات میں وہ یہ ضرور کہتا نظر آتا ہے کہ مدار سے آگے والا حصہ یقینی نہیں ہے۔[۳۳]

سند کا وہ حصہ جو مدار سے زمانی طور پر پہلے ہے اگر ہر درجۂ سند میں مفرد بھی ہو تب بھی یہ لازم نہیں کہ وہ اس حصے سے کمزور ہے جو اس کے بعد ہے اور شاخ پذیر ہے۔ یہ اس لیے بھی ہے کہ وہ درحقیقت اپنے مصدر سے انتہائی قریب ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ تاریخ کی زیادہ صحیح عکاسی کر رہا ہو۔ اس بات کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پھر ان کے تابعینؒ (جو ما قبل مدار ہیں) جو نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو زیادہ قریب سے دیکھ پائے اور آپ ﷺ کے دین اور آپ ﷺ کی محبت اور وفا میں زیادہ سرشار تھے، ان سے یہ امید قوی ہے کہ وہ اس ذاتِ مبارک کو جانتے اور مانتے ہوئے اسی کی معتبر تر عکاسی کر سکیں۔ ہاں یہ بھی لازم ہے کہ ان لوگوں میں نبی ﷺ سے تعلق اور ان کے مابین علمی، عقلی تفاوت موجود تھا جو ان کی روایات میں زیادہ یا کم اور طویل یا کثیر کی شکل میں نظر آتا ہے۔ یہاں خاص طور پر یہ کہنا کافی ہے کہ 'صحابی' کا لفظ ہی ان لوگوں کے نبی ﷺ سے تعلق کا صحیح عکاس ہے[۳۴] کیوں کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی ﷺ کو ایمان و اسلام کی

33- Goerke Motzki, Schoeler "First Century Sources," 45.

34- Ansari, "Early Development", 373.

حالت میں پایا اور ہو ایمان پر ہی فوت ہوا۔[۳۵] لہٰذا مسلمانوں کی ابتدائی نسل کا تقابل بعد میں آنے والی نسلوں سے مصدر و منبع علم کا ہی کیا جانا چاہیے۔ یہ قاعدہ دیگر انبیا اور ان کے اَصحاب پر بھی صادق آتا ہے۔

موٹزکی اور تحلیل متن

متن کی تحلیل میں موٹزکی کا پہلا قدم متن کے نصی اجزا کا تعین اور ترقیم ہے۔ مختلف روایات کے ان اجزا کے باہم فروق پر تفصیلی بحث اس کا دوسرا قدم ہے۔ بالآخر متن کی تحلیل اس پر منتج ہوتی ہے کہ اس متن کے سب سے قدیم اجزاء کون سے ہیں۔ عموماً اس متنی تحلیل کے نتیجے میں مختصر ترین متن وجود پذیر نظر آتا ہے۔ متن کے فروق کو ایک ساتھ رکھ کر موٹزکی ان کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے عموماً اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اس کا وہ حصہ جو ان فروق میں مماثل ہے، وہ اس کا اصل متن ہے اور باقی ان لوگوں کے اضافے ہیں جو ان فروق کے اولین راوی ہیں۔[۳۶] یعنی جہاں جہاں پر اجزاے متن کے فروق میں الفاظ کا اضافہ ہوتا ہے، وہ اس مقام پر موجود راویوں کے سبب ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ موٹزکی کے نزدیک روایات غیر موضوعی ہیں کیوں کہ راوی ان میں اضافہ و نقص کرتے ہیں۔[۳۷]

موٹزکی کی یہ راے ہمیں مناسب تاریخی رویہ محسوس نہیں ہوتا کیوں کہ موضوعیت کا معیار یکسانیت اور سب کچھ جاننا نہیں ہے۔ مزید بر آں سب کچھ بیان کر دینا بھی موضوعیت نہیں ہے۔ ہمیں اس مقام پر یہ کہنا مناسب تر لگتا ہے کہ راوی مختلف درجۂ تفصیل میں روایت کرتے ہیں، نہ کہ اضافہ یا کمی کرتے ہیں۔ ریاضیاتی موضوعیت تاریخ دانی کی درست تعبیر نہیں کرتی، بلکہ یہ ایک انسانی علم ہے اور اس میں روایات کے فروق ہی ماضی کی صحیح تصویر

۳۵۔ عثمان بن عبد الرحمن تقی الدین ابن الصلاح، **معرفة أنواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح**،ت، نور الدین عتر(بیروت: دار الفكر المعاصر،۱۹۸۶ء)، ۲۹۱ سے ۲۹۵۔

Fu'ād Jabali, "A Study of the Companions of the Prophet: Geographical Distribution and Political Alignments,"(Ph.D thesis, McGill, 1999), 68.

36- Motzki, "The Murder of Ibn Abīl-Huqayq", 170-239; Harald Motzki, "Whither Hadīth Studies", in *Analysing Muslim Traditions*, eds. Harald Motzki, Nicolet Boekhoff-van dervoort and Sean W. Anth'ony (Leiden: Brill, 2010), 90-121.

37- Harald Motzki, "The Murder of Ibn Abīl-Ḥuqayq", 170.

کشی کر سکتے ہیں کیوں کہ یہی انسانی فطرت تاریخ دانی کے قریب ہے۔اس کے برعکس، جہاں جہاں متفقہ تاریخ پائی جاے گی وہاں وہاں ان مورخین کے اس اتفاق کا سبب بھی معلوم کرنا پڑے گا۔

متن کے بارے میں مسلمان محدثین نے بھی گذشتہ ہزار سالوں سے بیش بہا کاوشیں پیش کی ہیں اور ان کا احاطہ کیے بغیر متن پر فیصلہ کرنا مناسب علمی رویہ نہیں ہے۔[۳۸] اس کے علاوہ احادیث کی شروح بھی ان متون کے فروق کے اسباب کو مناسب علمی انداز میں واضح کرتی ہیں۔ مزید برآں فقہی بحثیں بھی ان فروق کی وضاحت کرتی نظر آتی ہیں۔ متن پر تحقیق میں ان سب کا لحاظ رکھنا بہت اہم ہے۔

موٹزکی کا منہج تحلیلِ سند مع متن یا *Isnād Cum Matn Analysis* چند مثالیں

موٹزکی کی 'روایات' کے بارے میں آرا، جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، اس کے اسناد مع تحلیلِ متن کے منہج کو اسلامی تاریخ کے ابتدائی سالوں کی صحیح ترجمانی سے محروم کرتی نظر آتی ہیں کیوں کہ وہ مسلمانوں کی ہر دور پر اپنی روایتی نظر کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ حدیث کی تاریخیت پر قدیم اسلامی ہی نہیں جدید دور میں بھی بہت مواد موجود ہے جس کا مناسب مفصل علمی مطالعہ کیے بغیر موٹزکی یا کسی اور کی اس موضوع پر تحقیق نامکمل ہی کہلائے گی۔

یہ حیران کن امر ہے کہ موٹزکی ایک ہی روایت' کے مختلف طرق اور ان میں الفاظ کے کمی اور کیفی فروق کو سامنے رکھ کر ان کی جس تفصیل سے تحلیل کرتا ہے، اور کچھ مسلمانوں کا ادھر ادھر حوالہ بھی دیتا ہے، مگر سند کو ما قبلِ مدار اور مابعدِ مدار کے دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد اور اس پر جوئن بال نما قواعد چسپاں کر کے اپنی اس تحلیل کی موضوعیت کو متاثر کر دیتا ہے۔

اس پر ہی اکتفا نہیں، بلکہ متن کی تحلیل میں بھی موٹزکی اگرچہ بہت تفصیل سے کام لیتا ہے، مگر جگہ جگہ عدم دقت کا مظاہرہ اس کی افادیت پر منفی اثر ڈالتا ہے۔[۳۹] مختلف راویوں کے راستے مختلف مجموعاتِ 'روایات' میں پہنچنے والی روایات کے فروق کا موازنہ عموماً اسی رخ میں جاتا نظر آتا ہے کہ کم سے کم اور مختصر ترین الفاظ یا 'اجزاء' کا

۳۸– ابن الصلاح، **مقدمة ابن الصلاح**، ۸۵،۹۵۔

39- Bilal Ahmad, "Textual Criticism," 188-193.

ہی مدارِ سند یا اس سے کچھ مزید آگے پہنچنے کا امکان ہے۔ ایک مختلف انداز میں شاخت بھی احادیث قانونیہ کے بارے میں اسی نتیجے کے قریب پہنچا تھا اور اس کا اولیں علمی جواب ظفر اسحاق انصاریؒ نے ان کی زندگی میں ہی دے دیا تھا۔ باختصار یہ لازم نہیں کہ مختصر نص طویل نص سے زیادہ پرانی ہو۔(۴۰) گزشتہ اوراق میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ فروق کو موٹزکی کے انداز سے پرکھنا انسانی تاریخ سے ناواقفیت اور نہ انصافی ہے۔

مؤلف نے کہیں اور اس پر بھی تفصیلی بات کی ہے کہ موٹزکی کی فرداً فرداً تحلیلِ الفاظ مفصل ہونے کے باوجود ناقص ہے۔(۴۱) اس کی صرف چند ایک مثالیں ذیل میں باختصار بیان کرنے ہی پر یہاں اکتفا کیا جائے گا:

۱- ابن ابی الحقیق کے قتل پر 'روایات' پر بحث کرتے ہوئے موٹزکی الفاظ کے فروق کا ذکر بھی کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی بچوں، لڑکوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی ممانعت بھی اس کا حصہ ہے۔ اس ممانعت کو مختلف راویوں نے مماثل یا مترادف الفاظ میں اس طرح ذکر کیا ہے: "نہی النبی ﷺ عن قتل النساء والولدان / الصبیان" (نبی ﷺ نے نساء یا عورتوں اور ولدان /صبیان یا لڑکوں / بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔)

ان فروق کو موٹزکی نبی ﷺ کے الفاظ کی روایت میں عدم دقت کہتا ہے۔(۴۲) اگر یہ نظر میں رکھا جائے کہ یہ روایات تو نبی ﷺ کے الفاظ میں سرے سے ہیں ہی نہیں تو یہ 'عدم دقت' کی بات اپنا معنی کھو دیتی ہے۔(۴۳)

۲- زکاۃ فطر کے بارے میں روایات عموماً راویوں کے الفاظ میں نبی کے حکم کا ذکر ہیں۔ یہاں 'حکم دیا' اور 'حکم دیتے تھے'، جو درحقیقت دو مختلف روایات میں نبی ﷺ کے حکم کی طرف اشارے ہیں، موٹزکی کے نزدیک اصل نص کی صحت کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔(۴۴) اگر یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ یہ روایات نبی ﷺ کے الفاظ میں نہیں ہیں تو اس سے نص کی صحت پر تب تک منفی اثر نہیں پڑتا، جب تک یہ فروق اساسی نوعیت کے نہ ہوں۔

تفصیلی تحلیل کے بعد موٹزکی یہ کوشش کرتا ہے کہ موضوعِ بحث روایت کے اصل مصدر اور اس کی نص کی نشان دہی کرے۔ اس عمل کے نتیجے میں ہمارے علم کے مطابق وہ اگرچہ بعض اوقات یہ کہتا ہے کہ ہم

40- Ansari, "Early Development,"237-243.

41- Bilal Ahmad, "Textual Criticism," 235-236.

42- Motzki, "The Murder of Ibn Abīl-Huqayq", 191.

43- Bilal Ahmad, "Textual Criticism," 185.

44- Motzki, "Whither Hadīth Studies?", 101.

صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے تک تو پہنچ جاتے ہیں مگر اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ روایت کسی صحابی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہو،(۴۵) بلکہ یہ اس کے نزدیک اس روایت کے بارے میں صرف ایک اندازہ ہی ہے۔

۳۔ موٹزکی اگرچہ اپنی تحریروں میں اپنے معاصرین کی کسی حدیث کے بارے میں منفی آرا سے بسا اوقات اختلاف کرتا نظر آتا ہے، مگر اس پر اس کے اپنے اعتراضات اس کے عمومی منہج سے مطابقت نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر اس کا وہ مقالہ ہے جس کی ابتدا ہی میں وہ اپنا مقصد بتاتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ امام تفسیر تھے؟ اس کے نزدیک اگرچہ مسلمانوں کی بڑی تعداد ایسا ہی سمجھتی ہے مگر اس بات پر بہت سے لوگوں کو اختلاف ہے، جس کا وہ عربی تراث کی روشنی میں تعارف بھی کراتا ہے۔ ان میں سے وہ ایک مسلمان اسکالر مجاہد کا حوالہ دیتا ہے کہ اس کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہ بابائے تفسیر ہیں۔(۴۶) جب ان حضرت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مستشرق گولڈزیہر کے حوالے سے بات کر رہے ہوتے ہیں۔(۴۷) موٹزکی کا مسلمانوں کے بارے میں یہ دعوی مضبوط نہیں ہے مزید برآں اس کا اس دعوے کو پرکھنے کا انداز بھی عجیب ہے۔ وہ قرآن پاک کی صرف دو یا تین آیتیں چنتا ہے اور اپنے اسناد مع متن والے منہج کو ان پر آزماتا ہے۔ ابن عباس کے امام تفسیر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ یا تفسیر کی کتابت کی تعیین صرف دو یا تین آیتوں کی تفسیر کو کسی بھی طریقے سے دیکھ کر کیسے کی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب ہمیں موٹزکی کے اس مقالے میں نہیں مل پایا۔

نتائج

روایات میں فروق کو ختم کرنا یا انھیں ایک دوسرے میں ضم کر دینا در حقیقت فطری تاریخی عمل نہیں ہے بلکہ ان فروق کی حفاظت ہی یہ یقینی بناتی ہے کہ تاریخ کو من وعن پیش کیا گیا تھا۔ بدقسمتی سے موٹزکی کی بعض جگہ پائی جانے والی آرا اس کے برعکس نظریات پر مبنی دکھائی دیتی نظر آتی ہیں۔ تاریخ نویسی میں سب سے اہم بات

45- Goerke Motzki, Schoeler, “First Century Sonrces”, 53.

46- Harald Motzki, "The Origins of Muslim Exegesis: A Debate," in *Analysing Muslim Traditions*, eds. Harald Motzki, Nicolet Boekhoff-van der Voort, Sean W. Anthony, (Leiden: Brill, 2010). 231-303.

47- Mujāhid Muḥammad al-Ṣawwāf, "Early Tafsīr: A Survey of Qur’ānic Commentary up to 150 A.H.," in *Islamic Perspectives: Studies in Honour of Mawlānā Sayyid Abul A‘Lā Mawdūdī*, ed. Zafar Ishaq Ansari and Khurshid Ahmad (Leicester: The Islamic Foundation, 1980), 139.

یہ ہے کہ وہ اخبارِ ماضی کی ایمان داری سے باشعور انداز میں عکاسی کر رہی ہو اور اس کا ماضی سے رابطہ بھی مضبوط ثابت ہو سکے۔ یہاں ان لوگوں کی اہمیت شاید سب سے نمایاں دکھائی دیتی ہے، جن کے ذریعے یہ روایات آنے والی نسلوں تک پہنچیں کیوں کہ تاریخی معلومات کی درست ترسیل انھی پر منحصر ہے۔

موٹزکی بعض اوقات جو اعتراض کسی اور پر کرتا ہے کہیں اور اس سے ملتی جلتی رائے خود بھی دے دیتا ہے۔ اس کی ایک مثال موٹزکی کی اپنی اولیں تالیف میں شاخت کی دلیل سکوت کا مکمل رد ہے، جس میں اول الذکر کے نزدیک کسی دلیل کا عدم ذکر اس کے جہل کے سبب ہوتا ہے، جیسا کہ اس کے نزدیک دوسری صدی ہجری کی فقہی بحثوں میں تھا، جب کہ خود کہیں اور یہ کہ کر کہ سب کچھ بیان نہ کرنا عدم موضوعیت ہے (جب کہ اس کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں) موٹزکی خود بھی حدیث کے فروق کو اس کے راویوں کی عدم دقت اور عدم موضوعیت کا نتیجہ کہتا ہے۔ مختصر تر روایت دونوں کے نزدیک اقدم ہے اور جو مفصل ہیں وہ بعد کے راویوں کے اس میں اضافے ہیں۔ موٹزکی کے حالیہ منہج تحلیل سند مع متن کی۔ جو بظاہر حدیث کی تاریخ کے لیے انتہائی مناسب منہج دکھائی دیتا ہے۔ اگر موضوعی انداز میں تطبیق کی جائے تو یہ نہایت نتیجہ خیز ہو سکتا ہے، مگر شائد موجودہ صورت میں نہیں۔